مناقب ومدح صحابہؓ کے جلسوں کا پیغام

اور

اس کے تقاضے اور شریک ہونے والوں کی ذمہ داریاں

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی ایک اہم تقریر

جو

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ (۴ر اگست ۱۹۹۰ء) کو احاطہ شیخ شوکت علی
(مولانا عبدالشکور ہال) رکاب گنج، لکھنؤ میں کی گئی

ناشر

طلبۂ بھٹکل (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

باراول
سنہ ۱۴۱۱ھ سنہ ۱۹۹۱ء

کتابت ---------- محمد مسیح الزماں
طباعت ----------
تعداد ---------- ۲۰۰۰
صفحات ---------- ۳۰
قیمت ----------

پیش کردہ:- طلبۂ بھٹکل (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

ملنے کے پتے:

- مکتبہ ندویہ، پوسٹ بکس ۹۳، ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۲۲۶۰۰۷
- جامعہ اسلامیہ، پوسٹ بکس ۱۰، جامعہ آباد، بھٹکل ۵۸۱۳۲۰ کرناٹک
- دارالعلم محمد علی روڈ ۳۱ " "

www.abulhasanalinadwi.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

لکھنؤ میں سالہا سال سے یکم محرم الحرام سے ۱۵ر محرم الحرام تک احاطۂ شوکت علی میں صحابہ کرام کے فضائل و مناقب اور ان کی سیرت و اخلاق، اور ان کے دینی کارناموں اور امت پر ان کے احسانات کے موضوع پر تقاریر کا سلسلہ جاری ہے، جس میں ملک کے ممتاز و مستند علماء شرکت فرماتے ہیں، اور سامعین و حاضرین جلسہ کو مستفید کرتے اور ان کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں، راقم سطور کو اپنے کثیر التعداد اور طویل سفروں اور بڑھی ہوئی مصروفیت کی بنا پر ان میں چند ہی بار شرکت کا موقعہ ملا ہے، اس کا آغاز امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی کی حیات میں ان کے ایماء و خواہش پر ہوا، ایک دو بار ان کی وفات کے بعد اس اجتماع کے منتظمین و داعیوں اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاف کے اصرار و تقاضہ پر شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کو بھی اسی احاطۂ شوکت علی اور مولانا عبدالشکور فاروقی ہال میں خطاب کی سعادت حاصل ہوئی، تقریر کے بعد ذہن میں اس کے خاص اجزاء اور مشتملات

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں رہے اور نہ اس کو قلم بند کرنے اور اس کی اشاعت کا داعیہ پیدا ہوا، لیکن تقریر ریکارڈ ہو چکی تھی، نور چشم سید محمود حسن حسنی ندوی سلمہٗ نے اس کو قلم بند کر کے پیش کیا تو اندازہ ہوا کہ اس میں بہت سی کام کی باتیں اور قابلِ توجہ و اصلاح امور جن کا مسلمانوں کی عام زندگی، اخلاق و معاشرہ سے بھی تعلق ہے آگئے ہیں، اس تقریر کی اشاعت اور اس کو رسالہ کی شکل میں پیش کرنا انشاء اللہ مفید اور بہت سے لوگوں کے لیے چشم کشا اور (اگر اس کو سنجیدگی اور عمل کرنے کی ذہن سے پڑھا گیا تو) ذریعۂ اصلاح و نفع ہوگا، اس امید پر یہ تقریر رسالہ کی شکل میں عزیز طلبۂ بھٹکل (کرناٹک) متعلمین دار العلوم ندوۃ العلماء کی طرف سے شائع ہو رہی ہے، جس پر وہ شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں

(مولانا) سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
۱۳ رجب ۱۴۱۱ھ (۳ جنوری ۱۹۹۱ء)
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

www.abulhasanalinadwi.org

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ہیں جو رات و دن ہم پر موسلا دھار بارش کی طرح برستی رہتی ہیں اور ہم سے ان کا شکر ادا ہو نہیں پاتا، نصوص قطعیہ (کتاب اللہ و سنت رسولؐ) کے واضح ارشاداتِ عالیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نعمتوں کی ناقدری گویا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لینے کے مترادف ہے، لہٰذا ہم طلبہ بھٹکل (کرناٹک) خدا کے شکر و احسان کے ساتھ یہ گرانقدر ہدیہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں،

بطور تحدیث نعمت تحریر ہے کہ یہ ہمارے سلسلہ مطبوعات کی پانچویں کڑی ہے، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے تعلیمی مصروفیتوں کے ساتھ ہم طلبہ کو حقیر سی خدمت انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائی ہے، اس پر ہم طلبہ رب العالمین کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری سابقہ خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس عظیم تحفہ کو قبول و مقبول فرمائے، اور آئندہ بھی بار بار ہمیں کارِ خیر کی توفیق بخشے،

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ،

www.abulhasanalinadwi.org

اس رسالہ کی اہمیت پر صاحب رسالہ[1] حفظہم اللہ نے اپنے پیش لفظ میں تفصیلی روشنی ڈالی ہے، اس سلسلہ میں مزید کچھ تحریر کرنے کی چنداں حاجت نہیں ہے، بس آخر میں ہم حضرت مربی جلیل حفظہ اللہ کے تہہ دل سے مشکور ہیں کہ موصوف نے ہمیں اس رسالہ کی اشاعت وطباعت کی اجازت مرحمت فرمائی، جَزَاہُ اللّٰہُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ،

نیز ہم حضرت مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی مدظلہ (نائب ناظم ندوۃ العلماء) کے بھی شکر گذار ہیں کہ موصوف نے ہمیں اپنے مفید مشوروں سے نوازا، خدا تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے،

اے اللہ! تو صاحب رسالہ اور ان کے والدین اساتذہ، مشائخ، کاتب، وناشر اور اس کے پڑھنے والوں اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پہ زندگی گزارنا آسان فرما۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ،

---

[1] مربی مشفق ومحسن حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، حَفِظَھُمُ اللّٰہُ وَلَفَّفَنَا اللّٰہُ بِعُلُوْمِہٖ، ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ،

www.abulhasanalinadwi.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ
بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ
فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ
بَیْتِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ!

حضرات!

اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام، آغوشِ نبوت کے پروردہ، اور دبستانِ نبوت کے تعلیم وتربیت یافتہ، حضرات کے حالات وخصوصیات معلوم کرنے کے لیے حضرت امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے، اور پھر ان کی دعوت سے، ان کے ادارہ سے اور سلسلۂ ہدایت ومواعظ کے ذریعہ سے آپ کے لیے جو مواقع فراہم فرمائے، بہت کم شہروں میں بلکہ کہنا چاہئے بہت سے ملکوں میں دور دور اس کی مثال

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ملتی، آپ کو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے یہ مواقع میسر فرمائے آسان کئے، فراہم کئے اور قابل استفادہ بنائے، میں بھی اپنی سعادت سمجھ کر "خون لگا کر شہیدوں میں" شریک ہونا جس کو کہتے ہیں، اس ذہن کے ساتھ حاضر ہوا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ شاید یہ میرے لیے بھی مغفرت کا اور قبولیت کا ذریعہ بنے، میں آپ سے بنیادی باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

حضرات! آج گیارہواں دن ہے کہ آپ برابر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں سن رہے ہیں، آپ کی معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے اور ہندوستان کے بہت منتخب اور ممتاز علمائے کرام، مقررین عظام تشریف لائے اور آپ نے ان کے مواعظ سنے، آپ یہاں سے کیا نتیجہ لے کر جائیں گے، اس کا آپ پہ کیا اثر ہوگا آپ ان مواعظ کا شکریہ کس طرح سے ادا کریں گے؟ یاد رکھئے نعمت کا شکر اس نعمت کی جنس سے ہوتا ہے اور اسی نعمت کے مطابق ہوتا ہے، کھانے کا شکریہ کھانے کے مطابق ہوتا ہے، مہمان نوازی اور خاطر داری کا شکریہ اس کے مطابق ہوتا ہے، اور قصیدہ خوانی کا شکریہ اس کے مطابق ہوتا ہے، اسی طریقہ سے جب تفریحی چیزوں کا سامان مہیا کیا جائے تو ان کا شکریہ ان کے مطابق ہوتا ہے وہ ان کی جنس سے تعلق رکھتا ہے، آپ حضرات خلفائے راشدین رضؓ کے بارے میں، صحابہ کرام رضؓ کے بارے میں سن کر جاتے ہیں، جواہرات اور موتی بکھیرے جاتے ہیں اور وہ آپ کے جیب و دامن میں آتے ہیں، ان کا شکریہ کیا ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ اللہ کی نعمتوں کے شایان شان،

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ کے پیغمبروں کے احسانات کا شکریہ، اللہ کے پیغمبروں کے احسانات کے شایان شان مصلحین اور داعیانِ دین اور مشائخ کرام اور مرشدین اور دین کے محسنین کا شکریہ ان کے شایان شان ہوتا ہے، تو اسی طریقہ سے ہر دعوت کا ہر تحریک کا، ہر محفل کا شکریہ اور اس کا اثر ان کے مطابق ہونا چاہئے، اور آپ کے اندر صلاحیت پیدا ہونی چاہئے، اگر آپ علمی مذاکروں میں جاتے ہیں جن کا آج کل بڑا رواج ہے، جگہ جگہ علمی سیمینار ہو رہے ہیں کنونشن ہو رہے ہیں، تو اس موضوع کے مطابق آپ استفادہ کرتے ہیں، اسی موضوع کے تقاضہ سے آپ وہاں سے نتیجہ لے کر جاتے ہیں، اثر لے کر جاتے ہیں اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اسی طرح آپ سیاسی جلسوں میں شریک ہوتے ہیں تو سیاسی شعور اور سیاسی بیداری پیدا ہونی چاہئے جس پارٹی کا جلسہ ہے اس پارٹی کے متعلق ذہن بننا چاہئے یا بدلنا چاہئے، تو اگر خلفائے راشدین کے مناقب و فضائل کی مجلس ہو، بار بار ہو اور آپ بار بار شریک ہوں تو اس کا شکریہ کس طرح ادا ہو سکتا ہے، اور اس کے شایان شان کیا ہے، اور اس سے آپ کی زندگی میں کیا اثر پڑنا چاہئے، کیا تبدیلی اور اصلاح آنی چاہئے۔

میں ان چیزوں کی طرف اشارہ کروں گا جو ان مجالس کے مزاج کے مطابق ہیں اور ان کا طبعی تقاضہ ہے، عقلی تقاضہ ہے، منطقی تقاضہ ہے، شرعی تقاضہ ہے، اخلاقی تقاضہ ہے، انسانی تقاضہ ہے، اور سب سے بڑھ کر دینی تقاضہ ہے۔

اس سلسلہ کی ایک بات تو یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں حضرات خلفائے راشدین

www.abulhasanalinadwi.org

کی عقیدت پیدا ہو، ان کے بارے میں آپ کے اندر اعتماد ہو، آپ کے ذہن میں یہ خیال راسخ ہو جائے کہ وہ نسل انسانی کے (انبیاء کرام کے بعد) بہترین افراد اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل واحسان، اس کی خلاقی، رزاقی اور تربیت کا بہترین نمونہ ہیں۔

پہلی بات یہ ہونی چاہئے کہ آپ اس محفل سے یہ اثر اور نتیجہ لے کر جائیں، اگر ہم کسی حکیم کی تعریف کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ بہت سے مریضوں نے شفا پائی، وہ حکیم ہی کیا ہے، طبیب ہی کیا ہے جس کے ہاتھ ایک کی بھی شفا نہ ہوئی ہو، یا مشکل سے دو چار آدمیوں کو فائدہ پہونچا ہو، اگر ہم کسی عالم و مدرس کی تعریف کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حلقۂ درس سے بہت سے فضلاء تیار ہوئے اور وہ علم وفضل میں امتیازی درجہ رکھتے تھے، ورنہ پھر مُدرس کا فائدہ ہی کیا، اور اس مدرس کی کامیابی کا معیار کیا؟ اگر ہم کسی کارخانہ کی تعریف کرتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بہترین مصنوعات پیدا کرتا ہے، ایک مرتبہ ہم نے یہیں کے ایک جلسہ میں کہا تھا کہ اگر ہم سے کوئی کہے (لکھنؤ کے بھائیوں کو سُنا رہا تھا) کہ ہاں صاحب! احمد حسین دلدار حسین کا کارخانہ[1] بہت اچھا ہے، مگر شروع میں تمباکو کے کچھ اچھے ڈبے وہاں سے بنے تھے پھر جو دیکھا تو ہر ڈبہ خراب تھا، تو یہ ایسی بات ہوگی کہ اس کارخانہ والے کو آپ کے خلاف ازالۂ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کرنے کا حق ہوگا کہ آپ نے اس کارخانہ کو بدنام کیا، وہاں کی شہرت

---

[1] تمباکو بنانے کا مشہور ومعتبر کارخانہ جس کی شہرت دور دور پھیلی ہوئی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کو خراب کیا، میں مدرسہ کے ایک خادم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ایک نامور اور مسلّم درسگاہ ندوۃ العلماء کا خادم ہوں، اگر ندوۃ العلماء کے متعلق کوئی یہ کہے ہاں صاحب! شروع میں اس کے دارالعلوم نے چند اچھے فاضل پیدا کئے۔ علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالسلام ندوی، مولانا عبدالباری ندوی، اس کے بعد پھر کوئی نہیں نکلا اور کسی میں کوئی استعداد پیدا نہیں ہوئی، تو سب سے پہلے میں اس کا دامن پکڑنے کو تیار ہوں، ندوۃ العلماء کے ذمہ دار، ندوۃ العلماء کے کارکن اور اس سے نسبت رکھنے والے دامن پکڑنے کو تیار ہیں، آپ سے کہا جائے گا کہ پہلے آپ اس کا ثبوت دیجئے کہ آپ اس ادارہ کی تاریخ سے کہاں تک واقف ہیں، اس کے فضلاء سے آپ کہاں تک آشنا ہیں، ان کے کارناموں سے آپ کہاں تک واقف ہیں، اسی طریقہ سے میں نے مختلف مدرسوں مختلف کارخانوں کا نام لیا، اصغر علی محمد علی ہندوستان میں عطر سازی کا شہرۂ آفاق کارخانہ تھا، دور دور اس کی شہرت تھی، اگر کہا جاتا، ہاں صاحب! شروع میں دو چار مہینے ان کے یہاں اچھی عطر کی شیشیاں تیار ہوئی تھیں، اس کے بعد یہ بھی معلوم نہیں دیتا تھا کہ شیشی میں عطر ہے، پانی ہے، یا تیل ہے؟ تو کارخانہ کے مالکان کو حق ہے کہ اس کے خلاف کارروائی کریں۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سب سے بڑے پیغمبر سید المرسلین خاتم النبیین سید الاولین والآخرین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معاذ اللہ یہ کہا جائے کہ براہ راست جن لوگوں نے آپؐ کی زیارت کی، جو لوگ آپؐ کے دامن تربیت سے

www.abulhasanalinadwi.org

وابستہ تھے، جو آغوشِ نبوت میں پلے تھے، جنہوں نے آپؐ کے سایہ عاطفت میں زندگی گذاری اور جن پر آپؐ کی تربیت کے معجزانہ اثرات پڑے تھے، جن کو دنیا میں نمونہ بننا تھا، ان میں دو ایک، یا تین چار آدمی بس دین پر قائم رہے، عہد پر قائم رہے، بقیہ سب دین سے نکل گئے تو اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کوئی توہین آمیز بات اور اس سے بڑھ کر آپؐ کے مقامِ نبوت اور آپ کی شانِ رسالت کی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان انعامات کی جو آپ کے ساتھ مخصوص تھے ناقدری نہیں ہو سکتی۔

ایک بات تو یہ ہے کہ یہ عقیدت اور اعتماد آپ اپنے اندر لے کر جائیں کہ صحابہ کرامؓ نسلِ انسانی میں اور یہ میں تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں، اور کسی چیز کا دعویٰ کروں یا نہ کروں یہ کوئی ایسا دعویٰ نہیں ہے کہ جس میں معذرت کی ضرورت ہو کہ میں تاریخ کی کتابوں کا کیڑا ہوں، تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں اور تاریخی موضوعات پہ لکھنے والوں کی اس عہد میں اگر اس کی کوئی فہرست بنائی جائے تو اس فہرست کے آخر میں میرا نام آنا چاہیے، میں تاریخی بصیرت، تاریخی مطالعہ کی روشنی میں یہ بانگِ دہل کہتا ہوں کہ خلقِ آدم سے لے کر تا قیام قیامت انبیائے کرام علیہم السلام کے گروہ کو چھوڑ کر کمالاتِ انسانی کے لحاظ سے، ہدایت ربانی کے لحاظ سے، فیضِ انسانی کے لحاظ سے، مکارمِ اخلاق کے لحاظ سے، تقدس کے لحاظ سے، پاکیزگی کے لحاظ سے، بے غرضی کے لحاظ سے، اخلاص کے لحاظ سے، اور رحمت و برکت کے لحاظ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر پوری نوعِ انسانی میں کوئی پیدا نہیں ہوا، اور یہی ہونا چاہیے تھا، یہ بالکل منطقی

www.abulhasanalinadwi.org

اور طبعی بات ہے، اگر کسی کسی کو مانتے ہیں اور اس کے اندر کوئی اثر تسلیم کرتے ہیں خواہ وہ کسی درجہ، کسی نوع کا ہو، زندگی کے شعبوں میں سے کوئی شعبہ ہو، اس کو لے لیجئے، سیاست کو لے لیجئے تعلیم کو لے لیجئے، قانون کو لے لیجئے، معالجہ کو لے لیجئے، تصنیف و تالیف کو لے لیجئے، شاعری کو لے لیجئے، ادویات کو لے لیجئے، اگر آپ اس میں کسی کا کوئی امتیاز مانتے ہیں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ وہ متعدی ہے، وہ زبان ہی کیا جو سمجھی ہی نہ جائے، وہ چراغ ہی کیا جس کی روشنی نہ پھیلے، وہ خوشبو کیا جس کا سونگھنے والے کو لطف نہ آئے، وہ آفتاب کیا جس کی دھوپ نہ ہو، روشنی نہ ہو، وہ چاند کیا جس کی چاندنی نہ ہو، وہ بارش کیا جس سے تراوٹ اور جس سے آبیاری نہ ہو، جس سے فصلیں پیدا نہ ہوں، جس سے باغات سرسبز نہ ہوں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے امام شعبی کا ایک بلیغ ارشاد نقل کیا ہے کہ یہودیوں سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سب سے بہتر لوگ کون ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کے دامن تربیت میں پرورش پائی، جنہوں نے ان کو دیکھا اور ان کو ان کی صحبت ملی وہ سب سے بہتر انسان تھے، عیسائیوں سے پوچھا گیا کہ ملت عیسوی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں میں سب سے بہتر لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے حواری، شیعوں سے پوچھا گیا کہ اس امت میں (امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں) سب سے بدترین لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے ان کا نام لیا جو اولین اور اہم ترین صحابۂ رسول تھے، خلفائے راشدین (حضرت علیؓ

www.abulhasanalinadwi.org

کو مستثنیٰ کر کے) عشرہ مبشرہ اور جلیل القدر صحابہ رضؓ،

یہ ایک تضاد ہے، ایک پہیلی ہے جو بوجھنے والی نہیں ہے کہ سب پیغمبروں کے سب سے بہتر لوگ تو وہ تھے جو ان کے دامنِ تربیت میں پلے بڑھے اور جنہوں نے ایک بار زیارت کر لی کچھ سے کچھ ہو گئے، تحت الثریٰ سے ثریا تک پہونچ گئے، چہ جائیکہ وہ لوگ جنہوں نے برسوں پیغمبر کی صحبت پائی، اور وہ براہ راست ان کے فیض یافتہ تھے، تو یہودیوں کا جواب ٹھیک تھا، مسیحیوں کا جواب ٹھیک تھا، ان کے شایان شان تھا، پیغمبر پر ایمان رکھنے والی امت کو یہی کہنا چاہئے تھا، لیکن ہمارے ان بھائیوں اور ہم وطنوں کو جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا یہ جواب عجیب و غریب ہے، یہ ایک پہیلی ہے، جو بجھائی نہیں جا سکتی، آج بھی پوچھنے والے کو یہ جواب مل سکتا ہے خدا اس کی نوبت نہ لائے، کسی کو پوچھنے کی ضرورت پیش نہ ہو، لیکن وہ گویا زبان حال سے اپنے طرز عمل سے یہ کہتے ہیں، ان کی تصنیفات اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ ناقابل اعتبار بہت ہی کچے اور خام لوگ یہی تھے، جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی دین سے نکل گئے، جو اشخاص آپؐ کی صحبت میں رہے، آغوش نبوت میں تربیت پائی، جن کی ہر وقت نگرانی ہوتی تھی، جو آپ کو دیکھ کر نماز پڑھتے تھے، آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تبارک و تعالےٰ کا جو کلام آتا تھا وہ براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتے تھے اور پھر اس کی تشریح بھی سنتے تھے اور اس پر عمل ہوتے بھی دیکھتے تھے، اور جن کے اخلاق

www.abulhasanalinadwi.org

اعمال وکردار اور ہر چیز کی نگرانی ہوتی تھی، نگاہ نبوت خود ان چیزوں کا جائزہ لیتی تھی، وہی سب سے ناکام نکلے، خام نکلے، یہ ایک تضاد ہے، ایک شخص کا تضاد نہیں ہے، دینی امتوں کو سامنے رکھئے اس کا ایک تضاد ہے، دوسرے انبیاء کے ماننے والے یہ کہیں، حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے یہ کہیں۔

مجھے یورپ و امریکہ جانے کا اتفاق ہوتا ہے، کئی بار میں نے کہا کہ اسلامک سینٹر واشنگٹن ڈی سی میں یا لندن کے ہائیڈ پارک میں اگر اسلام کی دعوت دی جارہی ہو اور بڑی سحر انگیز تقریر کی جارہی ہو، لوگ مست ہو رہے ہوں اور ایک جادو سا معلوم ہو رہا ہو، اور قریب ہو کہ لوگ اسلام لے آئیں، اسلام کا اعلان کردیں،"

ہمیں توبہ کرائیے، اسلام میں داخل کیجیے، اچانک ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے، ٹھیک ہے آپ نے بہت اچھی بات کہی، لیکن آپ ہم سے کیا امید رکھتے ہیں آپ کو ہم پر امید رکھنے کا حق کیا ہے، اگر آج ہم اسلام لے آئیں تو اسلام پر قائم بھی رہیں گے؟ جو لوگ براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لائے، اور مشرف باسلام ہوئے، اور آپ کے سایہ میں تربیت پائی، ایک دن نہیں، دو دن نہیں، چند مہینے نہیں، چند سال نہیں، ۱۳ سال مکہ معظمہ کے اور دس سال مدینہ منورہ کے گزارے، وہ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ بند ہوتے ہی اسلام سے نکل گئے، صرف دو چار، سات آدمی رہ گئے، تو آپ ہم سے کیا امید رکھتے ہیں؟ اور آپ اپنے کو کیا سمجھتے ہیں؟ کہ آپ کا مقام پیغمبر خدا سے بلند ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

ہم آپ کے ہاتھ پر اسلام لائیں تو اسلام پر قائم رہیں گے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کریں گے؟ ہم نے کہا اس کا کوئی جواب نہیں، دنیا کے بڑے سے بڑے ذکی اور بڑے سے بڑے حاضر جواب کے پاس بھی اس کا جواب نہیں، یہ کیا تضاد ہے، ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ نبی کے ہاتھ پر براہ راست اسلام لانے والے وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ	(اے پیغمبر) جب مومن تم سے درخت کے
الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ	نیچے بیعت کر رہے تھے، تو خدا ان سے
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ	خوش ہوا اور جو (صدق و خلوص) ان کے
قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ	دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو
عَلَيْهِمْ[1]	ان پر تسلی نازل فرمائی۔

دوسری طرف انہوں نے نبی ﷺ کی آنکھ بند ہوتے ہی اسلام کو خیرباد کہہ دیا، ایں چہ بوالعجبیت!

دوسری بات یہ کہنی ہے کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جہاں اور دوسری خصوصیات سنیں، اس خصوصیت کو بھی آپ ذہن نشین کر لیں، دماغ میں بٹھائیں، یہاں سے لے کر جائیں کہ وہ دین کے پورے متبع تھے، وہ دین کے سانچہ میں ڈھل گئے تھے، ان کے عقائد ان کی عبادات، ان کے معاملات، ان کے اخلاق، ان کے رسومات ان کی تقریبات،

---

[1] سورۃ الفتح، آیت ۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی فتوحات، ان کی حکومت ونظام سلطنت، سب چیزیں اور زندگی کے سب شعبے شریعت کے مطابق تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ خواجہ الطاف حسین حالیؔ کے درجات بلند فرمائے، کیا بات کہی ہے انہوں نے، ؎

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ !
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ !

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف عقائد وعبادات میں مسلمان نہیں تھے، معاملات اور اخلاق میں بھی مسلمان تھے، رسوم اور زندگی کے جو فطری تقاضے اور فطری ضرورتیں ہیں ان میں بھی تھیں، ہم مسلمانوں کا حال کیا ہے، کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو عقائد میں دین کے پابند ہیں، الحمد للہ توحید کے بارے میں ان کا ذہن صاف ہے، رسالت کے بارے میں، معاد کے بارے میں اور جو بنیادی عقائد ہیں لیکن عبادات میں کچے ہیں، اور بہت سے وہ ہیں جو عقائد وعبادات میں تو پختہ ہیں، عقائد بھی صحیح، عبادات کے بھی پابند، لیکن معاملات اور اخلاق کو نہ پوچھئے، معاملات اور اخلاق میں سخت ناقابل اعتبار کسی سے معاملہ پڑے گا تو خیانت سے نہ چوکیں گے، معاملہ پڑے گا تو "تطفیف"

www.abulhasanalinadwi.org

(تطفیف کیل) سے کام لیں گے، ناپ تول میں کمی کریں گے، تجارت کریں گے اور اس میں مشارکت ہوگی تو اس میں ناانصافی اور خیانت کے مرتکب ہوں گے، کسی کا پڑوس ہوگا تو ان سے اذیت پہونچے گی، حدیث میں آتا ہے:۔

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده"	("مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی اذیت) سے مسلمان محفوظ ومطمئن رہیں۔")
"لا یؤمن احدکم حتی یامن جاره بوائقه"	"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کی، اذیت سے، اس کے گزند سے محفوظ نہ ہوجائے۔"

تو ایک طبقہ ایسا ہے کہ نہ پوچھئے، اس نے معاملات واخلاق کو بالکل دین سے خارج کر رکھا ہے، یہ سمجھ رکھا ہے کہ بس عقائد وعبادات ہی ضروری ہیں، باقی اخلاق ومعاملات میں بسا اوقات غیر مسلموں سے بھی گئے گزرے ہوتے ہیں، نہ معاملہ کی صفائی، نہ وعدہ کی پابندی، نہ امانت کا خیال، نہ انصاف کے ساتھ تقسیم، کوئی چیز نہیں، حقوق العباد نہیں، اہل قرابت واہل حقوق کے بارے میں بالکل آزاد، جن لوگوں کے ساتھ ان کا معاملہ پڑتا ہے ان کے ساتھ بالکل آزاد، تجارت میں بھی، زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی من مانی کارروائی کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال ایسا

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں تھا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عقائد سے لے کر اخلاق و معاملات تک بالکل ترازو کی طرح جو کسی کی رعایت نہیں کرتی، کسی کو ترجیح نہیں دیتی، وہ سب میزان عدل تھے، وہ سب معیار حق تھے، ان کی کوئی چیز شریعت کے راستہ سے ہٹی ہوئی نہیں تھی، ان کا کوئی عمل شریعت کے راستہ سے ہٹا ہوا نہیں تھا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۳ سال مکہ معظمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ کو منور فرمایا، لیکن اس کثرت سے مسلمان اسلام میں داخل نہیں ہوئے جتنے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان دو سال کے عرصہ میں،

امام زہریؒ جو سید التابعین ہیں، سیکڑوں ہزاروں حدیثیں ان سے مروی ہوں گی وہ فرماتے ہیں کہ: صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک جو دو سال کا عرصہ ہے اس میں جس کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں اتنی تعداد میں بیس سال میں مشرکین اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

وجہ کیا تھی؟ وہ دیوار (جنگ اور خوف) کی جو صلح حدیبیہ سے پہلے حائل تھی، ہٹ گئی، صلح و امان ہو جانے کی وجہ سے آنے جانے کا راستہ صاف ہوا، اور کوئی خطرہ نہیں رہ گیا، کیونکہ صلح ہو گئی تھی اور عہد ہو گیا تھا کوئی مسلم غیر مسلم پر حملہ آور نہ ہوگا، اب وہ عزیز یاد آئے، اور عزیز اپنے عزیزوں سے ملنے مدینہ طیبہ آنے لگے، ماموں بھانجوں سے ملنے آرہے ہیں، بھانجے ماموں سے، چچا بھتیجوں سے، بھتیجے چچا سے ملنے آرہے ہیں، بہنوئی اور آپس کے جو رشتہ دار ہیں وہ ایک دوسرے سے ملنے آرہے ہیں، پہلے جو آپس

www.abulhasanalinadwi.org

کے رشتہ دار ملنے کو ترس گئے تھے، خون کا رشتہ تھا، قرابتیں تھیں مگر مدینہ جانا خطرہ سے خالی نہ تھا، اب یہ ڈر نہیں رہا وہ باطمینان مدینہ آئے، انہوں نے یہاں دیکھا کہ دنیا ہی بدلی ہوئی ہے، نہ یہاں جھوٹ ہے نہ گالی گلوچ ہے، نہ غصہ آتا ہے، نہ یہاں ناپ تول میں کمی، نہ یہاں کسی کی حق تلفی ہوتی ہے نہ دنیا طلبی ہے، نہ دنیا پرستی، اللہ کے علاوہ نہ یہاں کسی کا خوف ہے، نہ یہاں کسی کی لالچ ہے، دنیا بدلی ہوئی ہے، انہوں نے دیکھا کہ بچوں کو سُلا کر ان کے سامنے کھانا رکھ دیا جاتا ہے، ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جس کی طرف قرآن شریف کا اشارہ ہے:

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ	"اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ	رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج
خَصَاصَةٌ[1]	ہی ہو۔"

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں مہمان آئے، یہ کاشانۂ نبوت تھا، دوسروں کو کھلانا اور خود فاقہ سے رہنا، آپؐ نے پوچھا کوئی ہے جو ان مہمانوں کو اپنے گھر لے جائے اور کھانا کھلائے، حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کیا اور گھر لے گئے، ان کی اہلیہ صاحبہ نے کہا مہمانوں کو لے تو آئے ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحم کرے، یہاں تو کھانے کو اتنا ہے کہ بچے کھالیں، انصاری صحابی (رضی اللہ عنہ)

---

[1] سورۃ الحشر، آیت ۹

www.abulhasanalinadwi.org

نے کہا، پہلے تو بچوں کو سلا دینا اور کھانا لے جا کر رکھ دینا، چراغ جل رہا ہوگا، اس کو کسی بہانہ سے ہاتھ لگانا کہ بجھ جائے پھر ہم اپنا کام کرلیں گے، یہی ہوا کہ اس اندھیرے میں حضرت ابوطلحہؓ ہاتھ بڑھاتے رہے اور خالی ہاتھ منہ تک لاتے رہے، مہمانوں نے کھالیا اور حضرت ابوطلحہؓ بھوکے رہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر وہ آیت نازل فرمائی جو میں نے پڑھی،

حضرات! قرآن مجید کی آیت ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً [1] "اے ایمان والو اسلام میں صلح میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ

رنیز روشن کے ساتھ نہیں کہ اتنا دھڑ ہم آگے کرتے ہیں مسجد میں، اور اتنا پیچھے رہے گا، ہاتھ بڑھاتے ہیں دایاں، بایاں پیچھے رہے گا، یہ نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، اللہ جل شانہٗ مطالبہ کرتا ہے، اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ پورے کے پورے داخل ہوجاؤ، میں صفائی سے کہتا ہوں اور اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاف کہوں کہ ہم مسلمانوں کی معاشرت، ہم مسلمانوں کے شادی بیاہ کے طریقے، ہم مسلمانوں کے وراثت کے طریقے، ہم مسلمانوں کے معاملات شریعت سے دور ہیں اور بہت دور ہیں، اس میں ہم بالکل آزاد ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کیا تھی؟ میں ایک واقعہ سناتا ہوں، آپ کے یہاں

---

[1] سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۸

www.abulhasanalinadwi.org

شادی کس دھوم دھڑاکے کے ساتھ ہوتی ہے، ہمیں بھی لوگ یاد کرتے ہیں، نیوتے جو آتے ہیں انہیں دیکھ لیجئے اسی میں سینکڑوں اور بسا اوقات ہزاروں ہزار روپے خرچ ہوتے ہوں گے، اور اب تو انگریزی میں آنے لگے ہیں، بڑے شاندار، لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ہم نے کہاں سے سیکھا؟ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نسبت کا دعوا کرتے ہیں، ان کے لیے مجلسیں منعقد کرتے ہیں، ان کے مناقب وفضائل سناتے ہیں، ان کے لیے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن ہم ان کی اقتدا نہیں کرتے، ہمارا معاشرہ، ہماری سماجی زندگی، ہمارے شادی بیاہ، ہماری تقریبات، ہمارا عائلی قانون (PERSONAL LAW) بالکل آزاد ہے۔

دیکھئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ایک مرتبہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے ہیں، میں بتا دوں آپ کو، مدینہ طیبہ میں اس وقت مردم شماری ہوئی تھی، گنتی ہوئی تھی تو اس وقت مدینہ طیبہ میں دو ڈھائی ہزار مسلمان تھے، اور شروع کا واقعہ ہے (ہجرت کے وقت کا) ۱۰۔ ۱۲ سو مسلمان ہوں گے تو قاعدہ ہے کہ جب ایک جگہ کے آدمی کہیں جاتے ہیں تو بالعموم ایک ساتھ رہتے ہیں، ہندوستان سے جو لوگ پاکستان گئے وہ زیادہ تر کراچی میں رہے اور اکثر ایک محلہ میں رہے یا لاہور میں رہے تو زیادہ تر ایک محلہ میں رہے، وہ مرتبہ کو پہچانتے ہیں، مقام کو پہچانتے ہیں کہ کس حیثیت کا آدمی ہے اور تھا، مہاجرین کے بارے میں یقین ہے سب قریب قریب ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

کی خدمت میں آتے ہیں، حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص طور سے محسوس ہوا کہ آج خوشبو بہت لگی ہوئی ہے عطر لگا کے آئے ہیں، آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا عبدالرحمٰن خیریت ہے، کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شادی کی ہے، نکاح کیا ہے، آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لفظ نہیں فرمایا، میں حدیث کا طالب علم ہوں، حدیث کے دفتر میں ایک ایک چیز، حرکات وسکنات سب محفوظ ہیں، اس حدیث کے ذخیرہ میں کہیں یہ نہیں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لفظ بھی شکوہ کا فرمایا ہو، عبدالرحمٰن یہ بے مروتی، اتنی جلدی بھول گئے، شادی کے موقعہ پر ہمیں یاد بھی نہیں کیا؟

اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ یہ مہاجرین آپس میں بہت قریب تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی قبیلۂ قریش کے فرد تھے اور معلوم نہیں کتنے رشتے رہے ہوں گے، آپ نے ایک حرف بھی نہیں کہا، عبدالرحمٰن اتنی جلدی بھول گئے یہاں فاصلہ ہی کیا تھا: ہمیں خبر بھی نہیں کی، اور پھر دیکھئے اللہ تعالےٰ کا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہو، کسی شہر اور بستی میں کون گیا سے گیا گزرا مسلمان ہے، نبی تو نبی ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے بعد آخری درجہ کی چیز، کوئی بزرگ ہو تو چاہیں گے کہ وہ ضرور نکاح پڑھائے، نکاح نہ پڑھائے تو نکاح کی مجلس ہی میں شریک ہو، ان کے قدم ہی ہمارے یہاں آجائیں، آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بھی نہیں، فرماتے کہ میں یہاں موجود تھا تم نے بلا بھی نہیں لیا، مجھے دعوت بھی نہیں دی، مجھے اطلاع نہیں دی،

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جو تربیت حاصل ہوئی تھی اس کا تقاضا تھا کہ ایسے کاموں کے لیے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت نہیں لینا چاہئے اتنی دیر میں معلوم نہیں کتنے لوگ مشرف بہ اسلام ہوں گے، کتنے لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے، اور آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر تکلیف دوں اور کتنوں کو محروم کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یہ فرمایا: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" (دیکھو ولیمہ ضرور کرنا چاہے ایک ہی بکری سے کیوں نہ ہو) یہ بھی نہیں فرمایا کہ ہمیں بلانا، یہ کیا فرماتے، یہ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے کی بات ہی نہیں تھی، جو بات شکایت کرنے کی تھی وہ تو کی نہیں۔

آج لکھنؤ جو اتنا بڑا شہر ہے، شہر کے اس حصہ پہ بالکل آخری کنارہ پر کوئی شادی ہو، تو اس کنارہ کے آدمی کو اور اب تو پاکستان تک سے ہمارے پاس نیوتے آتے ہیں اور یہاں کے وہاں جاتے ہیں اور دوسرے شہروں سے آتے ہیں، نہ بلایا جائے تو شکایت کرتے ہیں، ایسی بے مروتی! بالکل ہمیں بھول گئے تم، فہرست ہی میں نہیں تھے تمہاری۔

یہ تھی زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی، یہ زندگی ہم نے چھوڑ دی ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں آپ سے کہ صحابہ کرامؓ کی محبت کا، عقیدت کا اور ان کے تذکرہ کا، ان کے نام لینے کا، ان کی طرف سے نسبت کرنے کا حق ہے کہ آپ ان کی پوری زندگی اپنے لیے نمونہ بنائیں، یہ نہیں کہ صرف ان کی حمایت میں جوش آجائیں، اور مدح صحابہؓ کا جلوس

www.abulhasanalinadwi.org

نکالیں، ان کے نام پر بڑے بڑے جلسے کریں، لیکن عمل کا جہاں تعلق ہے، زندگی کا تعلق ہے، وہ بالکل اس سے علیحدہ، شادی بالکل اپنے طرز پر اور اس سے بڑھ کر جہیز کی لعنت، یہ جہیز کے مطالبے اور اس پر بے گناہ عورتوں کو بیاہی ہوئی دلہنوں کو ماڈالنا، معاف کیجئے گا میں اخبار پڑھتا ہوں، مسلمانوں کے واقعات آتے ہیں تو لرز جاتا ہوں اللہ اپنے عذاب اور غضب سے بچائے، محض پیسے کی محبت میں کہ تم اسکوٹر لے کر نہیں آئیں، تم موٹر لے کر نہیں آئیں، تم فلاں چیز لے کر نہیں آئیں، بہت کم زیور لے کر آئیں۔

چند ہفتے پہلے "قومی آواز" میں لکھنؤ کا واقعہ چھپا تھا، آپ کے کسی قریبی محلہ کا اور دوسرے شہروں کا تو چھپتا رہتا ہے، ہماری ہمسایہ قوم کو تو پوچھئے نہیں کہ بس اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اور ہم سب کو ہدایت دے، ان کے پیشواؤں کو یہ سمجھ دے کہ مسلمانوں کو نصیحت کرنے کے بجائے اور رام جنم بھومی کے لیے جان دینے کے بجائے اپنے فرقہ کے آدمیوں کو بنائیں، اپنے فرقہ کو دولت کی پرستش (پوجا) سے نکالیں، ہمارے یہاں بھی ایسے واقعات پیش آتے ہیں وہ چیزیں جن کا اس سے پہلے تصور بھی نہ تھا وہ پیش آرہے ہیں، یہ سب پیسے کی بدولت اور اس سے حد سے بڑھی ہوئی محبت کا نتیجہ ہے، حدیث شریف میں آتا ہے: "حُبُّ الدُّنیا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃ" (دنیا کی محبت ہر گناہ اور ہر عیب کی جڑ ہے) آپ نے بالکل اس مرض پر انگلی رکھ دی،

سامعین کرام! یہاں کا تحفہ، یہاں کا حق اور یہاں کا تقاضہ ہے، آپ

www.abulhasanalinadwi.org

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت کو اپنے دل میں جاگزیں کرلیں، اور یہ سمجھیں کہ پوری آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کوئی ان کے درجہ کا نہیں ہوسکتا اور نہ ہوا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ان کی اقتدا کرنے کی کوشش کریں ساری چیزوں میں، عقائد وعبادات میں، اخلاق ومعاشرت میں، معاملات وتعلقات میں، زندگی بھی ویسے ہی سادہ ہو، ویسے ہی ہمسایوں کا حق پہچانیں، قرآن کریم، حدیث شریف اور اسلامی تعلیمات پر عمومی طریقہ پر عمل کریں، کسی صحابی کے یہاں کبھی کوئی چیز تیار ہوتی تو اسے قریب کے گھر میں بھیجا جاتا، وہ گھر اپنے قریبی گھر میں بھیجتا، آخر میں وہ تحفہ اسی کے گھر میں آجاتا جہاں سے چلا تھا، اس سے بڑھ کر کیا کہ میدان جنگ میں بالکل جاں بلب پڑے ہوئے ہیں، بھائی اپنے سسکتے ہوئے بھائی کے لیے پانی لاتا ہے کہ گرمی کا زمانہ ہے، گرم ملک ہے جس کی فضا بھی گرم، ان کی خدمت میں پیالہ پیش کیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے ابھی ایک آواز سنی ہے اپنے بھائی کی ان کو دو، ان کے پاس لے جایا جاتا ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابھی آواز سنی ہے اپنے پاس کے ایک زخمی کی، ان کو دو، پھر ان کے پاس آتا ہے وہ اشارہ کرتے رہے تو جب ان کے پاس آتا ہے تو وہ دم توڑ چکے، پھر واپس جب دوسرے کے پاس آتا ہے وہ بھی دم توڑ چکے ہوتے ہیں اور پانی کسی کے حصہ میں نہیں آتا۔

یہ ساری چیزیں ہمارے لیے قابل تقلید ہیں، بلکہ واجب التقلید ہیں، کم سے کم زندگی کو سادہ بنائیے، یہ شادی بیاہ کی رسمیں جو ہم نے اپنے غیر مسلم ہم وطنوں سے ہندوستان میں آکر سیکھی ہیں وہ واپس کیجئے اور اسلامی معاشرت اختیار کیجئے، اسراف سے بچئے،

www.abulhasanalinadwi.org

دھوم دھام سے بچئے اور شان و شوکت اور تعریف سے، کہ کیسے دھوم سے شادی ہوئی ہے، کیسے دھوم سے ولیمہ ہوا ہے، کیسا جہیز ملا ہے، ان سب چیزوں سے اسی طریقہ سے آپ اپنی افادیت ثابت کیجئے، اپنا امتیاز ثابت کیجئے، ملے جلے محلہ میں مشترک محلہ میں ہمارے غیر مسلم بھائی پہچانیں، انگلی اٹھائیں، یہ ہمارے مسلم بھائی ہیں، کم سے کم ایک محلہ میں ایک مسلمان ہو اور سب کو اطمینان ہو، اس محلہ میں آفت نہیں آئے گی، یہاں بلا نہیں آئے گی، یہاں کوئی چوری کی ہمت نہیں کرے گا، وہ اپنی عورتوں اور بچیوں کے بارے میں، وہ اپنے مال و دولت اپنی پونجی کے بارے میں، وہ اپنی عزت کے بارے میں مطمئن ہوں کہ یہاں مسلمان رہتا ہے، یہ ہمیں ہندوستان میں نمونہ دکھانا چاہئے تب جاکر یہاں اسلام پھیلے گا، آپ کو وہ مقام ملے گا، آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور آپ کی وجہ سے لوگوں میں اسلام کے بارے میں اچھا خیال اور اچھا تصور پیدا ہوگا،

میں آپ کو یہ پیغام دے کر جا رہا ہوں اور یہ امانت آپ کے سپرد کر رہا ہوں اور آپ کے ذمہ گویا ایک ذمہ داری سپرد کر کے جا رہا ہوں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لینے کا تقاضہ اور اس کا حق ہے، کیا معلوم کہ کہیں ہمارے بزرگ اور اسلافِ کرام قیامت کے دن ہمارا دامن نہ پکڑیں کہ تم نام ہمارا لیتے تھے اور کام دوسرے طرح کے کرتے تھے، تمہاری شادیاں کس طرح ہوتی تھیں، تمہارے گھر کی زندگی کیسی تھی، تم حقوق العباد کا کتنا خیال رکھتے تھے، تم کس قدر امانت دار تھے، تم کس درجہ خوش معاملہ تھے، تم کس درجہ شیریں زبان تھے، تم کس درجہ بلند اخلاق تھے، یہ ان کو پوچھنے کا حق ہوگا، خدا کرے اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

نوبت نہ آئے، ہمیں اور آپ کو اور سب کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے، وہ ہے تو بہت اونچا مقام لیکن جس درجہ ہوسکے ان کو اپنے لیے نمونہ بنانا چاہئے اور پوری زندگی اس سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے،

عقائد و عبادات، اخلاق و معاملات، سیرت، معاشرہ، عائلی قانون، گھر والوں کے ساتھ تعلقات، پڑوسیوں کے حقوق، شہر میں رہنے کا طریقہ شہری زندگی، شہری زندگی گذارنے کا طریقہ، اور ملک کے ساتھ تعلق، یہ ساری چیزیں ہمیں اسلام کی تعلیمات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نمونہ کے مطابق کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اللہ جل شانہٗ ہمیں آپ کو اس کی توفیق دے، آمین

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی،
کی تازہ اہم دستاویزی تصنیف

کاروانِ زندگی

حصہ چہارم

مصنف کی سرگذشتِ حیات (آپ بیتی) کا چوتھا حصہ، جس میں ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۰ء کے آخر تک کے اہم واقعات وحالات، تحریکات وسرگرمیاں، ملت اسلامی ہندی کے وجود اور اس کے ملی تشخص کے بقا وتحفظ کے لیے پیدا ہونے والے خطرات ان کے مقابلہ کے لیے دینی جماعتوں اور باحمیت اہلِ فکر کی کوششوں کی روداد، ان کے دلوں کی دھڑکنوں اور دماغوں کی خلشوں کی تصویر بیرونی ممالک کے سفروں اور علمی وادبی مجالس کی شرکت کی روداد، بابری مسجد کے قضیہ کے نتیجہ میں ہولناک فرقہ وارانہ فسادات کی جھلکیاں اس اہم تاریخی دور کا (جس پر یہ حصہ مشتمل ہے) ایک ایسا واقعاتی وتحلیلی جائزہ جس سے اس دور کے ہندوستان کا کوئی مؤرخ بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

ایک دستاویز اور ایک تاریخ

معیاری کتابت وطباعت، مجلد قیمت پچاس ۵۰ روپے

نوٹ: پیشگی قیمت بھیجنے والوں کو ڈاک خرچ کی رعایت کے ساتھ کتاب رجسٹرد بھیجی جائے گی،

ناشر: مکتبہ اسلام ۱۷۲/۴۲ محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ (یوپی) ۲۲۶۰۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کی چند دیگر فکر انگیز و حقیقت نما تصنیفات

دستور حیات

کتاب اللہ اور سنت و سیرت نبویؐ کی روشنی میں ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل دستور العمل، ہدایت نامہ، اور نظام زندگی، عقائد، عبادات، اخلاق اور عادات و شمائل کے بارہ میں تعلیمات و اسوہ نبویؐ کی وضاحت اور اصلاح و تربیت نفس کے لیے قرآنی و نبوی ہدایت و تعلیمات،

اسلامی بیداری کی لہر پر ایک نظر

بے لاگ جائزہ — مخلصانہ مشورے

ارکان اربعہ، (اسلامی عبادات)

کتاب و سنت کی روشنی میں تقابلی مطالعہ کے ساتھ

مسلمانانِ ہند کے لیے صحیح راہ عمل

ان کے منصب و مقام، اسلامی تعلیمات اور واقعات و حقائق کی روشنی میں

مسلمانانِ ہند سے صاف صاف باتیں

ارتداد کا خطرہ اور اس کا مقابلہ

www.abulhasanalinadwi.org

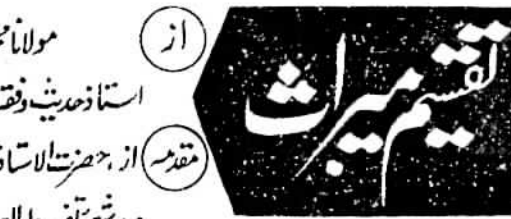

از
مولانا محمد ایوب صاحب ندوی
استاذ حدیث وفقہ، جامعہ اسلامیہ بھٹکل کرناٹک

مقدمہ از حضرت الاستاذ مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
صدر شعبۂ تفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

مدت سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عام فہم اردو میں کوئی کتاب علم الفرائض کے موضوع پر ایسی ہو جو کہ تمام مکاتب فقہ کے لیے مفید ثابت ہو، الحمد للہ یہ سعادت ہمارے کرم فرما استاذ مولانا محمد ایوب صاحب ندوی دام مجدہٗ کے حصہ میں آئی۔ یوں تو ائمہ اربعہ کے متبعین نے اس موضوع پر بے شمار مختصر و مفصل کتابیں تصنیف کیں ہیں بالخصوص علماء شوافع نے فرائض پر بہت کام کیا ہے۔ اور علماء احناف نے بھی عربی زبان میں بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں ہیں۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت ممتاز اور جامع ہے اس کی یہ خصوصیت خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس میں فقہ شافعی کے ساتھ دیگر مکاتب فقہ کے میراث سے متعلق مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں اس کتاب کی قدر و قیمت میں غیر معمولی اضافہ اس مبسوط اور فاضلانہ مقدمہ نے کر دیا جو استاذ گرامی مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی مدظلہ کے قلم سے ہے، مولانا موصوف نے اس پر گہری نظر ڈال کر جو تاثرات سپرد قلم کئے ہیں اس نے اس کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں اور اسے ایک معتبر اور مستند کتاب قرار دیا ہے۔

:- ملنے کے پتے :-

معیاری کتابت اعلیٰ طباعت — مکتبہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل ۲۰ — دار العلم ۳۱

قیمت — ۱۵ روپے — محمد علی روڈ بھٹکل، کرناٹک — مکتبہ الحسنات، دہلی ۶

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org